بسم اللہ الرحمن الرحیم

چیز کا وزن کرنے کے بعد مقررہ قیمت میں کمی کرنے کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم جب اپنا دھان بیچنے جاتے ہیں تو وہ توڑوں (بوروں) میں ہوتا ہے اور دھان کا وزن توڑے (بورے) سمیت کیا جاتا ہے، باہمی رضا مندی سے ہمارے اور خریدار کے درمیان ہر بڑے توڑے (جس توڑے میں 50 کلو سے زیادہ دھان ہو) کے اپنے وزن کے بدلے ایک کلو دھان کی قیمت کم کرنا طے ہوتا ہے، حالانکہ توڑے کا اپنا وزن ایک کلو (بلکہ آدھا کلو) سے کم ہوتا ہے، کیا ہمارا اس طرح ریٹ لگا کر خریدنا اور بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

نوٹ: ساہیوال، چیچہ وطنی، سمندری، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور شورکوٹ کی غلہ منڈیوں سے بالواسطہ معلومات لیں تو وہاں بھی یہی طریقہ کار رائج ہے کہ چھوٹے توڑے (جس توڑے میں 50 کلو یا اس سے کم دھان ہو) کے اپنے وزن کے بدلے آدھا کلو دھان کی قیمت اور بڑے توڑے (جس میں 50 کلو سے زیادہ دھان ہو) کے اپنے وزن کے بدلے ایک کلو دھان کی قیمت کم کی جاتی ہے، سائل نے بھی یہی معلومات دی ہیں، نیز توڑے بیچنے والے کے ہوتے ہیں اور وہ بعد میں اپنے توڑے واپس لے جاتا ہے، اس لئے توڑے کے وزن کے بدلے آدھا کلو یا ایک کلو دھان کی قیمت کم کی جاتی ہے۔

جواب

<u>شریعت کی رو سے سوال میں ذکر کردہ طریقہ کار کے مطابق آپ کا خرید و فروخت کرنا، جائز ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔</u>

<u>تفصیل یہ ہے کہ</u> شریعتِ مطہرہ میں "**<u>بیع (خرید و فروخت)</u>**" مال کا مال کے ساتھ باہمی رضا مندی سے تبادلہ کرنے کا نام ہے، نیز عقدِ بیع میں جب مبیع (بیچی جانے والی چیز) اور ثمن (بائع و مشتری کے درمیان طے ہونے والی رقم) معین ہو اور بائع (چیز بیچنے والا) مشتری (خریدار) کے لئے بیچی گئی چیز کے ثمن میں کچھ کمی کر دے یا پورا ثمن ہی معاف کر دے تو یہ جائز ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں کہ ہر شخص کو اپنی چیز کم یا زیادہ ریٹ میں فروخت کرنے کا مکمل اختیار ہوتا ہے، نیز اگرچہ آدھا کلو سے کم وزن کے توڑے کے عوض آدھا کلو یا ایک کلو دھان کی قیمت کم کرنا مشروط ہے اور اس میں مشتری کا نفع بھی ہے اور یہ شرط تقاضہ عقد کے خلاف بھی ہے کہ عقد کا تقاضا یہ تھا کہ توڑے کے وزن کے برابر دھان کی قیمت کم کی جاتی، لیکن آدھا کلو یا ایک کلو دھان کی قیمت کم کرنے پر عرف جاری ہے اور شرعی اُصول یہ ہے کہ عقدِ بیع میں ایسی شرط لگانا جس کا عقد تقاضہ نہ کرے اور وہ شرط بائع و مشتری میں سے کسی ایک کے لئے فائدہ مند ہو تو اگر ایسی شرط معروف و مروج ہو تو عقد میں ایسی شرط لگانا، جائز ہوتا ہے کہ اس سے عقد فاسد نہیں ہوتا، پوچھی گئی صورت میں چونکہ دھان کے مالک اور خریدار کے درمیان باہمی رضا مندی سے ہر بڑے توڑے میں سے توڑے کے اپنے وزن کے بدلے ایک کلو دھان کا ثمن کم کرنا طے ہو گیا تو اس کمی پر بائع و مشتری دونوں کی رضا مندی پائی گئی اور متعاقدین کے ہاں ثمن میں اس مشروط

کمی پر عرف بھی جاری ہے، نیز مبیع بھی معلوم ہے اور ثمن بھی معلوم ہے، لہٰذا مذکورہ طریقہ کار کے مطابق خرید و فروخت کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

بیع کی تعریف بیان کرتے ہوئے ابو البرکات علامہ عبداللہ نَسَفِی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 710ھ) لکھتے ہیں: "ھو مبادلة المال بالمال بالتراضی" ترجمہ: **بیع**: مال کا مال کے ساتھ باہمی رضامندی سے تبادلہ کرنا ہے۔ (کنز الدقائق، کتاب البیوع، صفحہ 406، دار السراج بیروت)

بیچنے والے کا ثمن میں رعایت کرنا، جائز ہے، چنانچہ علامہ مَرْغِینانی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 593ھ/1196ء) لکھتے ہیں:

"ویجوز للبائع ان یزید للمشتری فی المبیع، ویجوز ان یحط عن الثمن"

ترجمہ: بائع کا مشتری کیلئے مبیع میں اضافہ کرنا اور ثمن میں کمی کرنا، جائز ہے۔ (الھدایہ، کتاب البیوع، جلد 3، صفحہ 59، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سُنَّت، امام اَحْمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) ایک سوال (اگر ایک جائیداد بیع کی جائے اور اسی مجلس خواہ دوسری مجلس میں بائع، ثمن مشتری کو معاف کردے تو جائز ہے یا نہیں؟) کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "بیشک جائز ہے کہ بائع کوئی چیز بیچے اور اس مجلس خواہ دوسری میں کل ثمن یا بعض مشتری کو معاف کردے اور اس معافی کے سبب وہ عقد، عقد بیع ہی رہے گا اور اسی کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 17، صفحہ 246، رضا فاؤنڈیشن لاھور)

بیع میں مبیع و ثمن کا معلوم ہونا شرط ہے، چنانچہ تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:

"(وشرط لصحته معرفة قدر) مبیع وثمن"

ترجمہ: خرید و فروخت کے صحیح ہونے کے لئے ثمن اور مبیع کی مقدار معلوم ہونا شرط ہے۔ (تنویر الابصار مع درمختار، صفحہ 396، دار الفکر بیروت)

فتاویٰ امجدیہ میں ہے: "**ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی چیز کو کم یا زیادہ، جس قیمت پر مناسب جانے، بیع کرے۔ تھوڑا نفع لے یا زیادہ، شرع سے اس کی ممانعت نہیں۔**" (فتاویٰ امجدیہ، جلد 3، صفحہ 181، مکتبہ رضویہ، کراچی)

عقد بیع میں شرط لگانے کے متعلق تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:

"الاصل الجامع فی فساد العقد بسبب شرط (لا یقتضیه العقد ولا یلائمه وفیه نفع لا حدھما اولمبیع من اھل الاستحقاق ولم یجر العرف به ولم یرد الشرع بجوازه) اما لو جری العرف به کبیع نعل مع شرط تشریکه او ورد الشرع به کخیار شرط فلا فساد"

ترجمہ: کسی شرط کے سبب عقد کے فاسد ہونے کا جامع اُصول یہ ہے کہ وہ ایسی شرط ہو کہ جس کا عقد تقاضہ نہ کرے اور نہ ہی وہ عقد کے مناسب ہو اور اس میں بائع و مشتری میں سے کسی ایک کا نفع ہو، یا مبیع کا نفع ہو جبکہ مبیع اہل استحقاق میں سے ہو اور اس شرط پر عرف

جاری نہ ہو اور نہ ہی شریعت نے اس کا جائز ہونا بیان کیا ہو، **لیکن! اگر عرف میں یہ شرط مروج ہو جیسے پیشگی آرڈر پر جوتا سلوانا، یا اس شرط کے جائز ہونے پر شریعت وارد ہو، جیسا کہ خیارِ شرط، تو عقد فاسد نہ ہوگا۔** (تنویر الابصار مع در مختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، صفحہ 417، دار الفکر بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحمۃُ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: ”بیع میں ایسی شرط ذکر کرنا کہ خود عقد اُس کا مقتضی ہے، مضر نہیں اور اگر وہ شرط مقتضائے عقد نہیں، مگر عقد کے مناسب ہو، اس شرط میں بھی حرج نہیں۔۔۔ اور اگر وہ شرط نہ اس قسم کی ہو (عقد اس کا مقتضی نہ ہو) نہ اُس قسم کی (عقد کے مناسب نہ ہو اور تقاضہ عقد کے خلاف ہو) مگر شرع نے اُس کو جائز رکھا ہے، جیسے خیار شرط یا وہ شرط ایسی ہے، جس پر مسلمانوں کا عام طور پر عمل درآمد ہے، جیسے آج کل گھڑیوں میں گارنٹی سال دو سال کی ہوا کرتی ہے کہ اس مدت میں خراب ہوگی تو درستی کا ذمہ دار بائع ہے، ایسی شرط بھی جائز ہے۔“ (بہارِ شریعت، جلد 02، حصہ 11، صفحہ 701، مکتبۃ المدینہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: OKR-0120

تاریخ اجراء: 24 ربیع الثانی 1447ھ/18 اکتوبر 2025ء